بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

مطالعۂ پاکستان

12

Web Version of PCTB Textbook

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا نہ ہی ٹیسٹ پیپر، گائیڈ بکس،
خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حسنِ ترتیب

باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1	اسلام اور پاکستان	1
2	سیاسی اور آئینی ارتقا	17
3	انتظامی نظام	36
4	انسانی حقوق	49
5	پاکستان کا نظامِ تعلیم	59
6	کھیل اور سیر وسیاحت	69
7	فرہنگ اور کتابیات	84

Web Version of PCTB Textbook

مصنفین
- پروفیسر (ر) ڈاکٹر سلطان خان
- پروفیسر ڈاکٹر نعمان آفتاب ڈار
- پروفیسر ڈاکٹر عامر علی
- پروفیسر رانا محمد اصغر میو

ریویو کمیٹی
- ڈاکٹر محمد طاہر، پروفیسر (ر)، گورنمنٹ صادق ایجرٹن کالج، بہاول پور
- ڈاکٹر محمد الیاس انصاری، اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف سینٹرل پنجاب، لاہور
- خلیل احمد، لیکچرر، کنکورڈیا کالج، قصور
- فائزہ ریاض، لیکچرر، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج فار ویمن منڈی فیض آباد، ضلع ننکانہ صاحب
- حمید مسیح، ایس۔ایس۔ٹی، گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول، قصور

نگران طباعت
- محمد شہزاد ہاشمی
- محمد آصف سراء

ڈائریکٹر (مسوّدات)
- فریدہ صادق

ڈپٹی ڈائریکٹر گرافکس
- سیّدہ انجم واصف

کمپوزنگ
- عمیر طارق

ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ
- سمیرا اسماعیل

تجرباتی ایڈیشن

اسلام اور پاکستان
(Islam and Pakistan)

باب 1

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہوجائیں گے کہ وہ:

1- اسلام کو بحیثیت پاکستان کی نظریاتی اساس بیان کرسکیں۔
2- دوقومی نظریہ کو سمجھ سکیں۔
3- پاکستان میں اسلام کے اُن بنیادی اصولوں کی نشان دہی کرسکیں جو عوامی اَخلاق کا معیار ہیں۔
4- اسلامی فلاحی ریاست کی تعریف وفرائض بیان کرسکیں۔
5- ایک اسلامی فلاحی ریاست کے بنیادی اصول بیان کرسکیں۔
6- قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور لیاقت علی خاں اور قراردادِ مقاصد کے مطابق پاکستان بحیثیت ایک جدید اسلامی ریاست کا جائزہ لے سکیں۔
7- پاکستانی معاشرے اور ثقافت کے تناظر میں اسلام اور جدیدیت میں تعلق قائم کرسکیں۔
8- اسلام موجودہ معاشرے میں امن، رواداری اور بقائے باہمی کو کیسے فروغ دیتا ہے کا جائزہ لے سکیں۔

اسلام بحیثیت پاکستان کی نظریاتی اساس
(Islam as the Ideological Base of Pakistan)

نظریہ کا مفہوم (Meaning of Ideology)

نظریہ فرانسیسی لفظ آئیڈیالوجی کا ترجمہ ہے۔ یہ دو اجزا ''آئیڈیا'' اور ''لوجی'' پر مشتمل ہے۔ نظریے کا مفہوم ہے اندازِ فکر اور تصورِ حیات وغیرہ۔ نظریہ عام طور پر اُس تہذیبی یا معاشرتی لائحہ عمل کو کہتے ہیں جو کسی قوم کا مشترکہ نصب العین بن جائے۔ نظریے کا لفظ زیادہ وسیع معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے انسانی زندگی کا ایسا نظام وجود میں آتا ہے جس میں اعتقادات اور زندگی کے مقاصد شامل ہوں۔ نظریہ کسی بھی معاشرہ کو ایسی شکل میں لے آتا ہے جس میں افراد کے اعتقادات، رسم ورواج اور مذہبی معاملات مشترکہ ہوتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ دیگر معاشروں کے مقابلے میں بالکل منفرد ہے ۔ یہ الہامی اصولوں اور نظریات پر قائم ہے جو قرآن مجید اور رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت سے حاصل کیے گئے ہیں۔

اسلامی نظریے کا ماخذ (Source of Islamic Ideology)

کسی بھی نظریے کے اثرات کا انحصار افراد کے خلوص، لگن، وفاداری اور وابستگی پر ہوتا ہے۔ اسلامی نظریہ افراد کے ذہنوں پر فطری طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے۔ اس طرح اسلام کے ابدی اصولوں پر افراد کا ایمان پختہ ہوجاتا ہے۔ اسلامی نظریے کا سرچشمہ قرآن مجید، رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت اور اسلامی رسم ورواج ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

قرآن مجید (The Holy Quran)

قرآن مجید کے احکام اسلام کی بنیاد ہیں۔ ان سے سیاسی، معاشی اور معاشرتی قوانین اور حقوق کے سلسلے میں مفصّل و مکمل راہ نمائی حاصل ہوتی ہے۔ جس کی بدولت انفرادی اور اجتماعی سطح پر زندگی خوشگوار، پُرامن اور بامقصد ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سنّت (The Sunnah of رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم)

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اسلامی احکامات کو اپنے اقوال و افعال سے واضح فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کی مفصّل تشریح حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سنّت سے ملتی ہے جو اسلامی اصول و قوانین کا سرچشمہ ہے۔ سنّت ایک عربی اصطلاح ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں ''ایسا راستا جس کی پیروی کی جائے۔'' قرآن مجید اسلامی اصولوں کے بنیادی خدوخال بیان کرتا ہے۔ لیکن ان کی تشریح حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی احادیث سے ملتی ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان یعنی ایمان، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد کی تفصیلات حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔

رسم و رواج (Customs)

مختلف علاقوں میں پائے جانے والے ایسے رسم و رواج اور ایسی اقدار جو اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہوں مسلمانوں کو اجازت ہے کہ وہ انھیں اپنے مخصوص خطے یا علاقے میں اختیار کر سکتے ہیں۔ ان میں میلے، اجتماعات اور دیگر تقریبات شامل ہیں۔

نظریہ کی اہمیت (Importance of Ideology)

کسی قوم کے لیے ''نظریہ'' کیوں اہم ہوتا ہے؟ نظریے کی اہمیت مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر واضح ہوتی ہے:۔

خیالات کا عکاس (Reflection of Ideas)

نظریہ افکار و خیالات کا عکاس ہوتا ہے۔ یہ معاشرے میں رہن سہن، سوچ، طرزِ فکر اور باہمی تعلقات کے اصول متعین کرتا ہے۔

قومی اتحاد کا سرچشمہ (Source of National Unity)

نظریہ لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتا ہے اور اتحاد کا سرچشمہ بنتا ہے۔

رضائے الٰہی کا حصول (Attaining of Allah's Pleasure)

اسلامی نظریہ انسانوں کو فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد پر ابھارتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ یہ جدوجہد اقوام کے لیے زبردست قوت محرکہ کا کام دیتی ہے۔

درست فیصلے میں مددگار (Helpful in Making Right Decision)

قیادت کے انتخاب کے لیے نظریہ ایک خاص طرح کی بصیرت پیدا کر دیتا ہے جس سے درست فیصلے کرنے میں مدد ملتی ہے۔

ثقافت کو برقرار رکھنے میں معاون (Contributes to the Preservation of Culture)

نظریے سے آزادی، ثقافت اور رسوم و رواج برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اسلامی نظریہ اُن اسلامی اقدار کا عکاس ہے جن کی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے تعلیم دی اور عمل کر کے دکھایا۔

Web Version of PCTB Textbook

دوقومی نظریہ (Two Nation Theory)

دوقومی نظریہ پاکستان کی بنیاد ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں دو قومیں یعنی ہندو اور مسلمان آباد تھیں جن کی سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور معاشی اقدار مختلف تھیں۔ ان دو اقوام کے نظریات بالکل مختلف تھے جن کی بنیاد اسلام اور ہندوازم پر تھی۔ تحریک پاکستان کی بنیاد بھی دوقومی نظریہ تھا یعنی برصغیر پاک و ہند میں ہندو اور مسلمان دو مختلف قومیں جو ہندوازم اور اسلام پر ایمان رکھتی تھیں۔ ان دونوں اقوام کے طرز زندگی اور بودوباش بالکل مختلف تھے۔ اسی دوقومی نظریہ کی بنیاد پر مسلمانانِ ہند نے اپنے لیے الگ ریاست کا مطالبہ کیا اور آخرکار پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

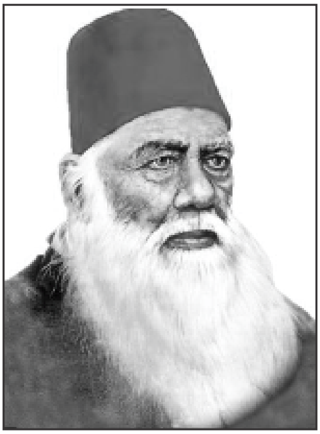

سرسید احمد خان

دوقومی نظریہ کا آغاز سرسید احمد خان کے مطالبہ جداگانہ انتخابات سے ہوا۔ مسلمانوں کے دیگر راہ نماؤں نے وائسرائے لارڈ منٹو سے شملہ کے مقام پر 1906ء میں ملاقات کر کے اس مطالبہ کو دہرایا اور اسی مطالبہ کی بنیاد پر مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ مسلم لیگ نے اس مطالبہ کو آگے بڑھایا۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء کے مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں صدارتی خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کے شمال مغربی علاقے جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں پر مشتمل مسلمانوں کا آزاد ملک بنایا جائے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس نظریہ کو آگے بڑھایا اور 1940ء میں لاہور کے مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ میں دوقومی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے مسلمانوں کے لیے الگ ملک کا مطالبہ کیا۔ اس جلسہ میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور ہوئی جسے قراردادِ لاہور یا قراردادِ پاکستان کا نام دیا گیا۔ جس کو عملی جامہ پہناتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 1947ء میں پاکستان بنایا۔

اسلام کے بنیادی اصول
(Basic Principles of Islam)

Web Version of PCTB Textbook

اقتدارِ اعلیٰ (Sovereignty)

اسلامی معاشرہ اس بات پر کامل ایمان رکھتا ہے کہ اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہی اس پوری کائنات کا حاکم اعلیٰ ہے۔ عوام کے نمائندے صرف ان حدود کے اندر اختیارات استعمال کر سکتے ہیں جو اسلام نے متعین کر دی ہیں۔ تاہم عوام کو اس امر کی مکمل آزادی ہوتی ہے کہ وہ ریاست کے معاملات چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے صالح، متقی اور پرہیزگار افراد کو منتخب کریں۔ اسلامی معاشرے میں حکمرانوں پر عوام کو اس وقت تک اعتماد رہتا ہے جب تک کہ وہ اسلامی قوانین کی پیروی کریں۔ اسی سے اسلام میں جمہوریت کا تصور واضح ہوتا ہے۔

عدل وانصاف (Justice)

عدل کے لفظی معنی ہیں کہ صحیح چیز کو صحیح جگہ پر رکھنا۔ یہ قانون الٰہی کی اصل بنیاد ہے۔ زندگی کا کوئی بھی پہلو عدل کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔ یہ عدل و انصاف ہی ہے جس کی بنا پر کوئی معاشرہ پرامن اور خوشحال ہوسکتا ہے۔ صرف عادلانہ نظام ہی میں افراد کے کردار کی

تعمیر وتشکیل اور اجتماعی بہتری ممکن ہے۔ اسلام عدل قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

(ترجمہ): ''اگر آپ فیصلہ فرمائیں تو اِن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دیجیے بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔'' (سورۃ المائدہ،آیت نمبر 42) اور قرآن مجید کا یہ بھی ارشاد ہے۔

(ترجمہ): ''اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہ بن کر خواہ یہ (گواہی) تمھارے اپنے یا والدین کے یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہو اگر (جس کے خلاف گواہی دی جا رہی ہے) کوئی مالدار ہو یا محتاج پس (ہر حال میں) اللہ اُن دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے تو تم خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرو کہ تم عدل نہ کرو اور اگر تم بات میں ہیر پھیر کرو یا (گواہی دینے سے) مُنھ پھیر لو تو بے شک اللہ اُس سے خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔'' (سورۃ النسا،آیت نمبر 135)

اسلام کے عدالتی نظام میں افراد کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے۔(ترجمہ): ''آپ فرما دیجیے میرے ربّ نے عدل کا حکم دیا ہے'' (سورۃ الاعراف،آیت نمبر 29)

مساوات (Equality)

اسلام انسانوں کے درمیان مساوات کا علم بردار ہے۔ اسلام رنگ ونسل، زبان وثقافت اور امارت وغربت سمیت تمام امتیازات کی نفی کرتا ہے۔حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔

(ترجمہ): ''تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ جب کہ فوقیت اور برتری کی بنیاد تقویٰ ہے نہ کہ دولت یا اختیار واقتدار''۔اسلامی قانون میں تمام انسان برابر ہیں اور انھیں یکساں قانونی تحفظ اور ترقی کے مساوی مواقع حاصل ہیں۔

اخوت (Brotherhood)

اخوت کے معنی بھائی چارے کے ہیں۔قرآن مجید میں ارشاد ہے (ترجمہ): ''بے شک سب اہلِ ایمان (تو آپس میں) بھائی بھائی ہیں'' (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 10)۔اخوت کا اصول اسلامی معاشرے کا ایک اہم پہلو ہے۔ بھائی بھائی ہونے کی حیثیت سے وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ اخوت اور بھائی چارے کا احساس محبت، باہمی تعاون اور قربانی کے جذبات کو ابھارتا اور فروغ دیتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔'' (صحیح بخاری،حدیث نمبر 2442)

ایک اور موقع پر آپ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔

''آپس میں کینہ نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اور سب بھائی بھائی بن جاؤ۔'' (صحیح بخاری،حدیث نمبر 6065)

مختصر یہ کہ ایک مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے کسی قسم کی کدورت نہیں رکھنی چاہیے اور نہ ہی حسد کرنا چاہیے۔ مسلمان تو مسلمان ہیں اسلام تو غیر مسلموں کے خلاف بھی سازش کرنے اور بُرے خیالات رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

رواداری (Tolerance)

رواداری اور برداشت اسلام کی نظر میں نہایت عظیم نیکیاں ہیں، جو انسان کو مشکل اور دشواری سے بچاتی ہیں اور دوسروں

Web Version of PCTB Textbook

کے لیے پیار و محبت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ لوگوں کے درمیان سماجی تعلقات قائم کرنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ دوسروں کی غلطیوں کو نظر انداز کیا جائے۔ باہمی جھگڑوں سے بچنے کے لیے رواداری بہترین ذریعہ ہے۔ اس کی وجہ سے اخوت اور امن کا ماحول فروغ پاتا ہے اور انسانی رشتوں میں استحکام آتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے قول و فعل سے رواداری کا درس دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔

(ترجمہ): ''دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، بے شک ہدایت گمراہی سے خوب واضح ہو چکی ہے۔'' (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 256)

یہ رواداری کا ایک سنہری اصول ہے کہ اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے جائز حقوق کا احترام کیا جاتا ہے اور انھیں مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس لیے ایسے افراد پر نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے جو اپنے خیالات اور نظریات کو دوسروں پر مسلط کرتے ہیں اور دوسروں کے جذبات مجروح کرتے ہیں۔

اسلامی اصولوں کے عوامی اَخلاق پر اثرات (Impact of Islamic Principles on Public Morality)

اسلامی اصول جن کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے، پاکستان میں عوامی اخلاق پر مثبت طور اثر انداز ہوتے ہیں۔ لوگوں کو عدل و انصاف پر قائم رہنے پر راغب کرتے ہیں۔ اسلامی اصولوں کو اپنانے سے سماجی تفریق ختم ہوتی ہے اور لوگوں میں مل جل کر رہنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے اور باہمی سماجی تعلقات قائم ہوتے ہیں۔ اس طرح اخوت اور امن و امان کا ماحول فروغ پاتا ہے۔

اسلامی فلاحی ریاست کی تعریف اور فرائض
(Definition and Functions of an Islamic Welfare State)

تعریف (Definition)

اسلامی فلاحی ریاست سے مراد ایسی ریاست ہے جو اسلامی اصولوں پر مبنی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہی ہو اور جس کا مقصد ایسا معاشرہ قائم کرنا ہو جہاں عدل و انصاف، مساوات، اخوت اور معاشی خوشحالی ہو۔

فرائض (Functions)

اسلامی فلاحی ریاست کے فرائض سے مراد شہریوں کے وہ حقوق ہیں جنھیں ادا کرنا ریاست پر لازم ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست پر شہریوں کے معاشی، معاشرتی، سیاسی اور دیگر مسائل کو حل کرنے کی پوری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ عوام کی روحانی و مادی فلاح و بہبود کرنا، ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا، ان کو سہولیات مہیا کرنا اور انھیں نیکی کی راہ پر لگانا اسلامی فلاحی ریاست کا فریضہ ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست کے چند فرائض ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:۔

1- حکومتِ الٰہیہ کا قیام (Establishment of Divine Government)

اسلامی فلاحی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ مسلمان حاکم اپنے اختیارات کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتے ہوئے استعمال کرتا ہے۔ حکومتِ الٰہیہ کے قیام کا مقصد لوگوں کو برے کاموں سے روکنا اور بھلائی کے کاموں کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تاکہ لوگوں میں بھائی چارہ، محبت، امن اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو اور لوگ امن و سکون سے زندگی بسر کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

2-اسلامی قوانین کا نفاذ (Enforcement of Islamic Laws)

اسلامی فلاحی مملکت میں سربراہِ ریاست عوام کا خادم ہوتا ہے۔قرآن مجید اور سنت رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر مبنی قانون سازی اور اس کا نفاذ حاکم کی اولین ذمہ داری ہے۔کیوں کہ قرآن مجید اور سنت رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دیے ہوئے قوانین ہی عوام کی فلاح کے ضامن ہیں۔اسلامی ریاست میں حکمران ظالم کے مقابلے میں مظلوم کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔

3-بنیادی ضروریات کی تکمیل (Fulfillment of Basic Needs)

عوام کو تمام بنیادی ضروریات یعنی روٹی، کپڑا اور مکان مہیا کرنا اسلامی ریاست کی اہم ذمہ داری ہے۔سوشل سکیورٹی کی تمام سکیموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اسلامی ریاست کا فریضہ ہے۔مدینہ منورہ کی اسلامی فلاحی ریاست میں بیت المال کا قیام اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کی طرف ایک مؤثر قدم تھا۔

4-سہولیات کی فراہمی (Provision of Facilities)

عوام کو بنیادی ضروریات مہیا کرنے کے بعد اسلامی فلاحی ریاست انھیں معقول زندگی گزارنے کے لیے دیگر سہولیات اور آسائشات کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے، مثلاً تعلیم، صحت اور آمدورفت کی سہولتیں وغیرہ۔ایک بہتر زندگی کے لیے تمام سہولیات مہیا کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

5-دولت کی منصفانہ تقسیم (Fair Distribution of Wealth)

اسلامی فلاحی ریاست قوم کی دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز نہیں ہونے دیتی بلکہ دولت کی گردش کو یقینی بناتی ہے تاکہ معاشرے کے تمام افراد اس سے مستفید ہوسکیں۔اسلامی ریاست دولت کی منصفانہ تقسیم کے ذریعے سے عوام کو سماجی تحفظ فراہم کرتی ہے تاکہ غربت کو دُور کیا جاسکے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور ایک مثالی دور تھا جس میں غربت اور مفلسی ختم ہوگئی تھی اور تقریباً ہر شخص باعزت زندگی بسر کرنے لگا تھا۔

6-اجتماعی ترقی (Collective Progress)

اجتماعی ترقی کے لیے صنعتی، زرعی، معدنی اور تجارتی ترقی کے منصوبے بنانا اور انھیں نافذ کرنا اسلامی فلاحی ریاست کی ذمہ داری ہے۔اسلامی ریاست اجتماعی بھلائی کے لیے ملکی وسائل کو بھی قبضہ میں لے سکتی ہے البتہ اس کے لیے معاوضہ فوری طور پر ادا کرنا لازم ہوگا۔ اسلامی ریاست، مملکت کی زمین کو بھی عوام کی بھلائی کے لیے استعمال کرسکتی ہے۔

7-امن وامان (Enforcement of Law and Order)

اسلامی فلاحی ریاست کا فرض ہے کہ امن وامان قائم کرے تاکہ عوام پرسکون زندگی بسر کرسکیں اور ان کی جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت ممکن ہو۔اس کے لیے قوانین کا مؤثر نفاذ اور نظامِ عدل کا مضبوط اور خودمختار ہونا ضروری ہے۔

8-ملکی دفاعی نظام (National Defence System)

مملکت کو اندرونی و بیرونی خطرات سے بچانا اور ملکی سرحدوں کی حفاظت کے لیے دفاع کا انتظام کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔اس کے لیے مضبوط فوج ہونا اور اسے جدید اسلحہ سے لیس کیا جانا ضروری ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

9-خارجہ پالیسی (Foreign Policy)

بیرونی ممالک سے تعلقات استوار کرنا، انھیں فروغ دینا اور قومی مفاد کے حصول کے لیے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات اٹھانا، خارجہ پالیسی کہلاتی ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست کا فرض ہے کہ وہ اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات کو اپنی خارجہ پالیسی کی ترجیحات میں شامل کرے تاکہ بین الاقوامی سطح پر اسلامی بھائی چارے کی عمدہ مثال پیش کی جا سکے۔

اسلامی فلاحی ریاست کے بنیادی اصول
(Basic Principles of an Islamic Welfare State)

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ جس میں توحید، مساوات، عدل و انصاف، اَخلاق و تقویٰ اور حصول علم کے بنیادی اصول اپنائے گئے۔ مدینہ منورہ کی مثالی اسلامی ریاست نے ایک فلاحی، منصفانہ اور بنیادی حقوق کے یکساں محافظ معاشرے کا تجربہ پوری دنیا کو کام یاب کر کے دکھایا۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لیے وہ دیگر اداروں کی طرح ریاست کے قیام کے لیے بھی مکمل ہدایات اور اصول فراہم کرتا ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ریاست مدینہ قائم کی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بام عروج پر پہنچا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی تعلیمات، احکامات اور ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو نظام مملکت اور ریاستی ادارے قائم کیے ان سے ایک مثالی اسلامی فلاحی ریاست وجود میں آئی۔ اسلامی اصولوں پر مبنی اس نظام مملکت کی آج بھی دنیا میں پیروی کی جاتی ہے۔ ایک اسلامی فلاحی ریاست کے مندرجہ ذیل بنیادی اصول ہیں:۔

1۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ (Sovereignty of Allah Almighty)

اسلامی ریاست میں تمام طاقتوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ لہٰذا تمام امورِ مملکت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں چلائے جاتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں حکمران اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے اور اسی کے احکامات کے نفاذ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس اصول کے نتیجے میں انسان دنیوی طاقتوں کے آگے سرنگوں ہونے کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے آگے سر جھکاتا ہے۔

2۔ عقائد (Beliefs)

اسلامی فلاحی ریاست کی بنیاد توحید پر قائم ہے۔ جب کہ رسالت و ختم نبوت اور یوم آخرت پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان مسلمان نہیں بن سکتا ہے۔ ان عقائد کے نتیجے میں اسلامی ریاست اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اتباع کو لازم سمجھتی ہے۔

3-عدل و انصاف کا قیام (Establishment of Justice)

معاشرہ میں عدل و انصاف کے قیام کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست میں عدلیہ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے اور وہ انتظامیہ کے اثر سے آزاد ہوتی ہے بلکہ انتظامیہ اور سربراہِ مملکت بھی عدلیہ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں عدلیہ سربراہِ مملکت کو عدالت میں طلب کر سکتی ہے اور اس کو سزا بھی دے سکتی ہے۔

4-مساوات کا قیام (Establishment of Equality)

اسلامی ریاست میں رنگ، نسل، علاقہ، جنس اور دیگر امتیازات کی کوئی گنجائش نہیں۔ سب کو معاشی، معاشرتی، مذہبی اور دیگر حقوق برابر

Web Version of PCTB Textbook

حاصل ہوتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں ایک بہترین ماحول پیدا کیا جاتا ہے جہاں ذات پات اور اونچ نیچ کی کوئی قید نہیں ہوتی اور ظلم وزیادتی سے پاک معاشرہ قائم ہوتا ہے۔

5-اظہارِرائے کی آزادی (Freedom of Expression)

اسلامی ریاست میں عوام کو تحریر وتقریر کی مکمل آزادی دی جاتی ہے۔ اسلامی ریاست میں حکام پر تنقید کی آزادی ہوتی ہے۔ حکومت پر تنقید سے اصلاح کا پہلو نکلتا ہے اور عوام کی دلچسپی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ اسلامی ریاست اخبارات، رسائل اور دیگر ذرائع ابلاغ کی آزادی کو تسلیم کرتی ہے البتہ دین کے خلاف کسی تنقید کو برداشت نہیں کیا جاتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا تھا ''لوگو! اگر میں قرآن وسنّت کے خلاف کوئی کام کروں تو میری پیروی نہ کرنا بلکہ مجھے منصب سے ہٹا دینا۔'' اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بہت سے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر کھلم کھلا تنقید کی جس کا جواب آپ رضی اللہ عنہ نے خندہ پیشانی سے دیا۔

6۔ حقوق العباد (Human Rights)

اسلامی تعلیمات میں حقوق العباد پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اسلام نے اہل خانہ، ہمسایوں، قرابت داروں اور دیگر انسانوں کے حقوق مقرر کر دیے ہیں۔ حقوق العباد ادا کرنے سے معاشرے میں اخوت، بھائی چارے، امن وسکون اور راحت قلب کی وہ فضا قائم ہوتی ہے جس سے معاشرہ جنت نظیر بن جاتا ہے۔

7۔ خدمت خلق کا اصول (Principle of Social Welfare)

اسلام انسانوں میں خدمت خلق کے جذبے کو فروغ دیتا ہے۔ خدمت خلق کو اعلیٰ درجہ کی عبادت کا مقام حاصل ہے۔ جب ایک ریاست میں خدمت خلق کا اصول اپنایا جاتا ہے تو اسلامی فلاحی ریاست کے خدوخال واضح ہو جاتے ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook

پاکستان بحیثیت ایک جدید اسلامی ریاست، قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، لیاقت علی خاں اور قراردادِ مقاصد کی روشنی میں

(Pakistan as a Modern Islamic State Delineated by Quaid-e-Azam رحمۃ اللہ علیہ Allama Muhammad Iqbal رحمۃ اللہ علیہ, Liaquat Ali Khan and Objectives Resolution)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah (رحمۃ اللہ علیہ)

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ تحریک پاکستان کے قائد اور پاکستان کو جدید اسلامی ریاست بنانے کے بڑے حامی تھے۔ آپ نے نظریہ پاکستان کی وضاحت ان الفاظ میں کی ''پاکستان تو اسی روز وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔''

آپ پاکستان کی بانی جماعت، آل انڈیا مسلم لیگ کے سربراہ بنے اور خود کو حصول پاکستان کے لیے وقف کر دیا۔ آپ نے مارچ 1940ء منٹو پارک لاہور میں مسلم لیگ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے دو قومی نظریہ کی تشریح کی اور فرمایا کہ ہندوستان میں دو قومیں بستی ہیں جن کی کوئی قدر مشترک نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے الگ مملکت کی ضرورت ہے۔ اجلاس کے اختتام پر قراردادِ لاہور منظور کروائی گئی

جس میں الگ وطن کا مطالبہ کیا گیا۔

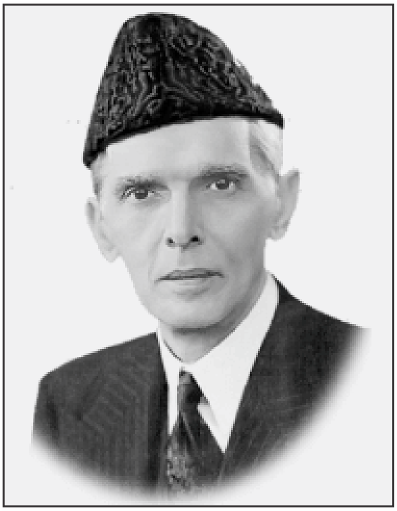

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ 1944ء میں طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمارا راہ نما اسلام ہے اور یہی ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چند دن بعد فرمایا: صرف پاکستان ہی مسلمانوں کی آزادی اور اسلام کی شان و شوکت کا ضامن ہے۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کے 1943ء کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں فرمایا: ''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اُمت کی کشتی محفوظ ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان اور وہ لنگر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جون 1945ء میں پشاور میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''ہماری قوم آزادی حاصل کرنے کی اہل ہے جس میں اسلام کے اصولوں پر عمل درآمد کرنا ممکن ہوگا اور نظریہ اسلام کی حفاظت ہو سکے گی۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو آگے آنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا۔'' آپ ہی اسلام کے خادم ہیں، آپ منظم ہو جائیں اور اپنے لیے آزادی حاصل کریں۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔'' میں چاہتا ہوں کہ آپ سندھی، بلوچی، پنجابی، پٹھان اور بنگالی بن کر بات نہ کریں۔ یہ کہنے میں آخر کیا فائدہ ہے کہ ہم پنجابی، سندھی یا پٹھان ہیں، ہم تو بس مسلمان ہیں''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے نظریہ پاکستان کو ان الفاظ میں واضح فرمایا'' پاکستان کے مطالبے کا محرک اور مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیمِ ہند کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال، یہ تو اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے''

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

فلاحی و رفاہی مملکت کا بہترین تصور اسلام کے سوا کون دے سکتا ہے اور دنیا میں لافانی اصولوں اور قوانین پر مشتمل نظامِ حیات قرآن مجید سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے؟ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی فرقہ واریت کا پرچار نہیں کیا۔ ہمیں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستان کو اُن کے اصولوں کے مطابق بنانا ہوگا۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ
Allama Muhammad Iqbal (رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دو قومی نظریہ کے حوالے سے دعویٰ کیا کہ ہندو اور مسلمان ایک مملکت میں اکٹھے نہیں رہ سکتے اور مسلمان جلد یا بدیر اپنی جداگانہ مملکت بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر میں واحد قوم کے وجود کا تصور مسترد کر

Web Version of PCTB Textbook

دیا اور مسلم قوم کی جداگانہ حیثیت پر زور دیا۔ اسلام کو ایک مکمل نظام مانتے ہوئے علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بنیاد پر برصغیر کے شمال مغرب میں علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کا تصور آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ 1930ء میں پیش کیا۔ انھوں نے واضح کہا ''انڈیا ایک برصغیر ہے، ملک نہیں۔ یہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ رہتے ہیں۔ مسلم قوم اپنی جداگانہ مذہبی اور ثقافتی پہچان رکھتی ہے۔'' اُن کے لیے ایک الگ ملک خواہ یونین میں ہو یا آزاد ضروری ہے۔

لیاقت علی خاں (Liaqat Ali Khan)

لیاقت علی خاں پاکستان کے پہلے وزیراعظم مقرر ہوئے اور پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں 7 مارچ 1949ء کو تقریر کرتے ہوئے انھوں نے قراردادِ مقاصد کا مسودہ پیش کیا اور اُس کی وضاحت کچھ یوں کی:۔

لیاقت علی خاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''چوں کہ اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور اسی نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیارِ حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے اجازت عطا فرمائی۔ چوں کہ یہ اختیارِ حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد اور خود مختار مملکت پاکستان کے لیے ایک دستور مرتب کیا جائے۔ جس کی رو سے مملکت تمام حقوق و اختیاراتِ حکمرانی، عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے سے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت و حریت، مساوات و رواداری اور سماجی عدل کو، جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر، اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔

جس کی رُو سے اس امر کا قرار واقعی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذاہب پر عقیدہ رکھ سکیں اور ان پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دے سکیں۔

جس کی رو سے وہ علاقے جو اب پاکستان میں داخل ہیں یا شامل ہو گئے ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں ایک وفاق بنائیں، جس کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں۔

جس کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے اور ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات، حیثیت و مواقع، قانون کی نظر میں برابری، سماجی، اقتصادی اور سیاسی عدل، اظہار خیال، عقیدہ، دین، عبادت اور ارتباط (میل جول اور باہمی تعلق کی آزادی) شامل ہو۔

جس کی رو سے اقلیتوں اور پس ماندہ طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا قرار واقعی انتظام کیا جائے۔

جس کی رو سے عدلیہ کی آزادی مکمل طور پر محفوظ ہو۔

جس کی رو سے وفاق کے علاقوں کی حفاظت، اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کے بر و بحر اور فضا پر سیادت

Web Version of PCTB Textbook

کے حقوق شامل ہیں، تحفظ کیا جائے۔ تا کہ اہلِ پاکستان فلاح اور خوش حالی کی زندگی بسر کر سکیں اور اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود میں کماحقہٗ اضافہ کر سکیں۔

جناب والا! میں اس موقعے کو ملک کی زندگی میں بہت اہم سمجھتا ہوں۔ اہمیت کے اعتبار سے صرف حصول آزادی کا واقعہ ہی اس سے بلند تر ہے، کیونکہ حصول آزادی ہی سے ہمیں اس بات کا موقع ملا کہ ہم ایک مملکت کی تعمیر اور اس کے نظام سیاست کی تشکیل اپنے نصب العین کے مطابق کر سکیں۔ میں ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کے متعلق اپنے خیالات کا متعدد موقعوں پر اظہار فرمایا تھا، اور قوم نے ان کے خیالات کی غیر مبہم الفاظ میں تائید کی تھی۔''

قراردادِ مقاصد
(Objectives Resolution)

لیاقت علی خان کا پیش کردہ مسودہ قراردادِ مقاصد کی شکل میں 12 مارچ 1949ء کو منظور کیا گیا جو کہ یہ ہے:۔

''اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جو اپنا اختیار ریاستِ پاکستان کو تفویض کرتا ہے جس کو پاکستان کے منتخب نمائندے مقدس امانت کے طور پر قرآن وسنت کی حدود میں رہ کر استعمال کر سکیں گے۔''

''جمہوریت، آزادی، مساوات، برداشت اور معاشرتی انصاف اسلام کے اصولوں کے مطابق اپنائے جائیں گے۔''

''مسلمان اپنی زندگیاں انفرادی یا اجتماعی طور پر اسلام کی تعلیمات جو قرآن وسنت کے مطابق ہیں، گزار سکیں گے۔''

''اقلیتوں کو مکمل آزادی حاصل ہوگی اور وہ اپنے مذہب کے مطابق زندگیاں گزار سکیں گی۔''

''پاکستان ایک وفاق ہوگا اور عدلیہ کو مکمل آزادی حاصل ہوگی۔''

اسلام اور جدیدیت
(Islam and Modernism)

جدیدیت سے مراد نئے خیالات اور نئے آلات ہیں جنھوں نے انیسویں صدی کے پبلک اور پرائیویٹ تعلقات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے نئے خیالات کو جنم دیا اور جدید صنعتی معاشرہ قائم کیا۔ جس میں شہروں کو ترقی دی گئی، مادہ پرستی کی پوجا کی گئی اور مذہب سے انکار کیا گیا یعنی جدیدیت نے پرانی روایات مسترد کرتے ہوئے نئی معاشرتی اقدار قائم کیں جن کا مذہب سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

اسلام نے انسانیت کی بہبود و ترقی کے لیے جدید خیالات کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کی ہے۔ قرآنی احکامات کی طے شدہ حدود میں رہتے ہوئے اسلام نے نظریات اور آلات کی جدیدیت کو قبول کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے، (ترجمہ): ''یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب بھی اتاری اور میزان (عدل) بھی تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت (جنگی) طاقت بھی ہے اور لوگوں کے لیے دوسرے فائدے بھی اور تا کہ اللہ ظاہر فرما دے کہ کون اُس (کے دین) کی اور اُس کے رسولوں کی بن دیکھے مدد کرتا ہے بے شک اللہ بہت قوّت والا بہت غالب ہے۔'' (سورۃ الحدید، آیت نمبر 25)

اس آیت میں لوہے کو اسلحہ اور طاقت سے نسبت دی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو طاقت ور دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ طاقت صنعتی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی سے آسکتی ہے، لہٰذا اسلام میں آلات کی جدّت قابلِ قبول ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے طریقوں پر چلنے میں ہے اور آپ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے طریقوں سے ہٹ کر ہم کسی چیز میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اگر ہماری صبح سے لے کر شام تک کی زندگی حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کے مطابق ہو تو یہ ہمیں ترقی میں مدد دے گی۔ پاکستان میں اسلامی تہذیب کو اپنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

حدیث پاک ہے ''دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ وہ اسے جہاں ملے، اسے لینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''
(سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر 4169)

مسلمانوں نے کئی صدیوں تک تمام علوم میں پوری دنیا کی قیادت کی ہے لیکن جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے طریقوں کو چھوڑا تو ان کا زوال شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے دنیا کی بادشاہت اور خلافت کا وعدہ کیا ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ، ایک ایمان اور دوسرا عمل صالح والی زندگی۔

جدیدیت کو فروغ دینے میں نوجوان کسی بھی معاشرے کا طاقتور اور متحرک ترین طبقہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس معاشرے کے دوست اور دشمن دونوں اسی کوشش میں ہوتے ہیں کہ نوجوان طبقہ کی توجہ حاصل کر کے انھیں اپنے اہداف کے لیے استعمال کریں۔ پاکستانی معاشرہ میں بھی نوجوان کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور اس کی بہترین تربیت کے لیے دینی و جدید مدارس قائم کیے گئے ہیں۔

اٹھارویں صدی میں یورپ سیاسی، معاشی، معاشرتی اور عسکری میدان میں بہت پیچھے تھا، جب کہ مسلمان آگے تھے۔ یورپ کے صنعتی انقلاب نے حالات بدل دیے، یورپ نے ترقی کرنا شروع کی اور مسلمان پستی میں چلے گئے۔ یہاں بہت سے مسلمان مفکرین نے مسلمانوں کی راہ نمائی کی اور اُن کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ اُن کا خیال تھا کہ اسلام اور جدیدیت میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ اگر ہم اسلام کے اصولوں اور نظریات کا ازسرِ نو جائزہ لیں تو ہم مغربی دنیا کے چیلنجوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook

اسلام میں امن، رواداری اور بقائے باہمی کا فروغ
(Promotion of Peace, Tolerance and Co-Existence in Islam)

اسلام اور امن (Islam and Peace)

پوری دنیا اضطراری کیفیت سے دوچار ہے، ہر جانب بدامنی پھیلی ہوئی ہے، سکون غارت ہے اور ہر انسان اس کے لیے فکر مند ہے۔ بدامنی کا متضاد لفظ امن و سلامتی ہے۔ اسلام امن و امان قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے، اسلام شر پسندی، ڈاکا زنی، دہشت گردی، بدامنی اور سماج دشمنی کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام ایسے عناصر کی سزا قتل یا سولی یا جلا وطنی (قید) قرار دیتا ہے تا کہ معاشرہ ایسے عناصر سے پاک ہو۔

اسلام کی بنیاد امن و امان پر ہے اور اسلام ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، (ترجمہ): ''جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان (کے بدلہ) یا زمین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا'' (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 32)

اسلام نے جرائم کے سدباب اور امن و امان کے قیام کے لیے کچھ راہ نما اصول طے کر رکھے ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا امن کا

گہوارا بن سکتی ہے۔

1- اسلام یہ بتاتا ہے کہ اگر دنیا میں امن وسکون چاہتے ہو تو ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ، اپنی اصلاح کرلو، اور اچھے کام کرو۔ قرآن مجید میں اس اصول کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے (ترجمہ): ''اور ہم رسولوں کو بھیجتے رہے ہیں صرف خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر تو جو شخص ایمان لائے اور اصلاح کرلے تو ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (سورۃ الانعام، آیت نمبر 48)

ایمان اور امن دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ دنیا میں ایمان کے بغیر امن کا قیام ناممکن ہے۔

2- قیامِ امن کا دوسرا اسلامی اصول یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے۔ اس میں کسی طرح کی ملاوٹ نہیں ہونی چاہیے اور تمام آلائشوں سے پاک عبادت کے نتیجہ میں امن وامان قائم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے (ترجمہ): ''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔'' (سورۃ الانعام، آیت نمبر 82)

3- امن وامان کے قیام کے لیے اسلام نے تیسرا اصول یہ بتایا کہ انسانی سماج میں اخوت وہمدردی اور بھائی چارہ کو فروغ دیا جائے، ہر شخص دوسرے کا خیر خواہ ہو اور اس کی عزت وآبرو کا محافظ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے ''تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (صحیح بخاری، حدیث نمبر 13)، اس اصول کی روشنی میں جب معاشرہ کا ہر فرد اپنے پڑوسی، اپنے شہری اور اپنے ہم وطن بھائی کے لیے خیر اور بھلائی کا جذبہ رکھے گا تو فتنہ وفساد، خانہ جنگی اور دہشت گردی خود بخود ختم ہوجائے گی، پورا معاشرہ اور پورا ملک امن وامان کا گہوارا بن جائے گا۔

اسلام نے جرائم کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے جو سزائیں تجویز کی ہیں، بظاہر وہ ''سنگین'' اور ''حقوق انسانی'' کے خلاف نظر آتی ہیں، لیکن جرائم کی کثرت اور ان کی سنگین نوعیت نے اب یہ ثابت کردیا ہے کہ ان کے سد باب کے لیے اسلامی قوانین اہم ہیں۔ اگر ہم شر پسندی، بدعنوانی اور قتل وغارت گری کا خاتمہ چاہتے ہیں تو ہمیں اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنانا ہوگا۔

اسلام اور مذہبی رواداری (Islam and Religious Tolerance)

اسلام مذہبی رواداری پر یقین رکھتا ہے اور دوسروں کے عقائد واقدار، جذبات، تہذیب وثقافت وغیرہ کا لحاظ رکھتا ہے۔ مذہبی رواداری کے حوالے سے قرآن وسنت میں صریح ہدایات موجود ہیں۔

رواداری کے تعلق سے قرآن مجید کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یہ انسان کی آزادی فکر وعقیدہ کا سب سے اہم اعلامیہ (چارٹر) ہے۔ کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کے فکر وعقیدہ کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرے۔ ہر فرد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جس نظریے کو چاہے اختیار کرے اور جسے چاہے رد کردے۔ اس کا محاسبہ کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، وہ قیامت کے دن اس کا محاسبہ کرے گی۔ دنیا میں اس بنیاد پر ایسے شخص کے ساتھ برا اور غیر اخلاقی طرزِ عمل اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ اسے بنیادی انسانی حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

(ترجمہ): ''اللہ ہمارا (بھی) ربّ ہے اور تمھارا (بھی) ربّ ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع فرمائے گا اور اسی کی طرف (سب کو) جانا ہے۔'' (سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 15)۔

Web Version of PCTB Textbook

اسلام نام ہے زندگی گزارنے کے اس طریقہ کا جو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام کا تھا اور بعد میں آنے والی تمام انسانیت کا رہے گا۔ اسی طریقہ کی تبلیغ و اشاعت کے لیے دنیا میں نبیوں کا طویل سلسلہ قائم کیا گیا۔

ایسا دین جو ہمیشہ سے سارے انبیائے کرام کا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین رواداری کا درس دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ): ''بے شک (پسندیدہ) دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔'' (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 19)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کے لیے جو معاہدہ تحریر فرمایا، اس کے بعض اجزا اس طرح ہیں:۔

''یہ امان ہے جو اللہ تعالیٰ کے غلام امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ ایلیا کو دی، یہ امان جان و مال، گرجا، صلیب، تندرست و بیمار اوران کے تمام اہلِ مذہب کے لیے ہے، نہ ان کے گرجا میں سکونت اختیار کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کمی کی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔

کچھ غیر مسلموں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے گورنر عمرو بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سخت مزاجی کی شکایت کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے گورنر کو لکھا۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے علاقہ کے غیر مسلموں کو تمھاری سخت مزاجی کی شکایت ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے، نرمی اور سختی دونوں سے کام لو لیکن سختی ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ ان کے خون سے اپنا دامن محفوظ رکھو''۔

اسلام اور بقائے باہمی (Islam and Co-Existence)

بقائے باہمی کا مطلب ہے دوسرے انسانوں کے ساتھ امن و امان باہمی صلح اور محبت کے ساتھ رہنا ہے۔ دنیا کی آبادی کی غالب اکثریت کسی نہ کسی مذہب کی پیروکار ہے اور ان کے تصورات یعنی رواداری امن وامان، باہمی صلح، بقائے باہمی اور محبت بہت ہی اہم اصول ہیں۔ دنیا میں مذہب کے بغیر امن قائم ہوسکتا ہے اور نہ ہی بقائے باہمی۔ مسلمانوں کے مطابق امن بغیر انصاف کے ممکن نہیں اس لیے اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر فرد کو اپنی مرضی کا مذہب اور عقیدہ اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔

اسلام ہر فرد کو اجازت دیتا ہے کہ جو چاہے وہ مانے اور جو چاہے نہ مانے۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، (ترجمہ): ''تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔'' (سورۃ الکافرون، آیت نمبر 6)
(ترجمہ): ''اور اللہ کی راہ میں (اُن سے) لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 190)

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔

''تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ جب کہ فوقیت اور برتری کی بنیاد تقویٰ ہے نہ کہ دولت یا اختیار و اقتدار''۔ اسلام میں لوگوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے۔ کوئی کسی سے برتر نہیں سوائے تقویٰ کے۔ اسلامی قانون میں تمام انسان برابر ہیں اور انھیں یکساں قانونی تحفظ اور ترقی کے مساوی مواقع حاصل ہیں۔

اسلام نے بلا تفریق مذہب و ملت انسانی برادری کا جو تصور پیش کیا ہے اگر اُس پر سچائی سے عمل کرلیا جائے تو یہ شر و فساد، ظلم و جبر اور

Web Version of PCTB Textbook

بے پناہ فسادات سے بھری ہوئی دنیا امن کا گہوارا بن جائے۔

سوالات

-1 ذیل میں دیے گئے چار جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیں۔

-i نظریہ لفظ آئیڈیالوجی کا ترجمہ ہے۔ آئیڈیالوجی لفظ ہے:

(الف) اردو کا (ب) عربی کا (ج) فرانسیسی کا (د) یونانی کا

-ii قراردادِ مقاصد 1949ء پیش کرنے والے وزیر اعظم کا نام ہے:

(الف) خواجہ ناظم الدین (ب) محمد علی بوگرہ (ج) چودھری محمد علی (د) لیاقت علی خان

-iii برصغیر میں جداگانہ انتخابات کا مطالبہ سب سے پہلے کیا:

(الف) علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے (ب) سر سید احمد خان نے

(ج) چودھری محمد علی نے (د) قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے

-iv قراردادِ لاہور پیش ہوئی:

(الف) 1930ء میں (ب) 1940ء میں (ج) 1945ء میں (د) 1950ء میں

-v عدل کے لفظی معنی ہیں:

(الف) پرامن اور خوشحال معاشرہ (ب) اجتماعی بہتری (ج) کردار کی تعمیر و تشکیل (د) کسی صحیح چیز کو صحیح جگہ پر رکھنا

-vi علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء میں اپنا مشہور صدارتی خطبہ دیا:

(الف) دہلی میں (ب) لاہور میں (ج) کراچی میں (د) الہ آباد میں

-vii قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پشاور میں طلبہ سے خطاب کیا:

(الف) 1945ء (ب) 1947ء (ج) 1946ء (د) 1948ء

-viii ''کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔'' آپ محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(الف) نبوت کے فوراً بعد (ب) ہجرت مدینہ کے موقع پر

(ج) حجۃ الوداع کے موقع پر (د) صلح حدیبیہ کے موقع پر

-ix قراردادِ مقاصد پاس ہوئی:

(الف) 1948ء میں (ب) 1949ء میں (ج) 1950ء میں (د) 1951ء میں

-x ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے'' جس سورۃ میں فرمایا:

(الف) سورۃ البقرہ (ب) سورۃ آل عمران (ج) سورۃ النساء (د) سورۃ المائدہ

-2 مختصر جواب دیں۔

-i رواداری کا مفہوم لکھیں۔

Web Version of PCTB Textbook

ii- بقائے باہمی کا کیا مطلب ہے؟

iii جدیدیت کسے کہتے ہیں؟

iv- نظریہ کی تعریف لکھیں۔

v- خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟

vi- دوقومی نظریہ کی تعریف کریں۔

vii- علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء میں خطبہ الہ آباد میں کیا فرمایا؟

viii- قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے 1943ء کے اجلاس منعقدہ کراچی میں کیا فرمایا؟

3- تفصیل سے جواب دیں۔

i- اسلام، پاکستان کی نظریاتی اساس ہے۔ بحث کریں۔

ii- اسلام کے بنیادی اصول بیان کریں۔

iii- اسلام امن اور رواداری کو فروغ دیتا ہے، وضاحت کریں۔

iv- ایک اسلامی فلاحی ریاست کے بنیادی اصولوں کا تجزیہ کریں۔

v- پاکستان بحیثیت ایک جدید اسلامی ریاست علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کریں۔

سرگرمیاں

i- قانون ساز اسمبلی میں لیاقت علی خاں کی قرارداد مقاصد 1949ء کے حوالے سے کی گئی تقریر پر طلبہ میں ایک مکالمہ کروائیں۔

ii- امن اور رواداری کے موضوع پر طلبہ کے مابین ایک تقریری مقابلے کا انعقاد کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook